بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹھیک ہے وغیرہ اردو کلمات سے نماز میں لقمہ دینا

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (1) امام صاحب تراویح پڑھا رہے تھے، دورانِ قراءت سامع نے لقمہ دیتے ہوئے کہا "ٹھیک ہے" یعنی امام صاحب جو پڑھ رہے ہیں، وہ ٹھیک ہے۔

(2) اسی طرح دورانِ تراویح امام صاحب کے پیچھے اس کا بیٹا سامع تھا اور اس نے اپنے والد یعنی امام صاحب کو دورانِ قراءت لقمہ دیتے ہوئے کہا "نہیں ابوجی" یعنی جیسے آپ پڑھ رہے ہیں، ایسے نہیں ہے۔ شرعی رہنمائی فرمائیں دونوں صورتوں میں نماز کا کیا حکم ہے؟

نوٹ: مذکورہ صورتوں میں مقتدی کے ان الفاظ کے باوجود امام نے کوئی ایسا قول یا فعل نہیں کیا جو اس کی نماز کو فاسد کرنے والا ہو۔

جواب

(1،2) بیان کردہ دونوں صورتوں میں "ٹھیک ہے" اور "نہیں ابوجی" جیسے الفاظ کے ساتھ لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہوگئی کہ اگرچہ ضرورت کے وقت امام کو لقمہ دینے کی اجازت ہے، لیکن اس کا درست اور شرعی طریقہ یہ ہے کہ جب امام قراءت میں غلطی کرے، تو مقتدی وہی آیت یا اس سے پہلی آیت دہرا دے اور اگر انتقالات، مثلاً رکوع، سجود، قیام وغیرہ میں غلطی کرے، تو لقمے کا محل ہونے کی صورت میں تسبیح یعنی سبحان اللہ کہہ کر متوجہ کرے۔ جب کہ مذکورہ صورتوں میں "ٹھیک ہے" اور "نہیں ابوجی" کے الفاظ کلامِ ناس (لوگوں کی عام گفتگو) میں سے ہیں اور نماز میں کلام کرنا، خواہ ضرورت کی بنا پر ہو یا بلا ضرورت، قصداً ہو یا سہواً بہر صورت نماز کو فاسد کردیتا ہے۔ البتہ مذکورہ صورتوں میں مقتدی کے کلام کی وجہ سے امام کی نماز پر کوئی اثر نہیں پڑا، لہٰذا امام صاحب کی نماز درست ادا ہو گئی۔

دورانِ قراءت امام صاحب بھول جائیں، تو انہیں آیت بتا کر لقمہ دیا جائے، چنانچہ مُصَنَّف عبد الرزاق، سنن کبری للبیھقی، سنن دار قطنی اور دیگر کتبِ احادیث میں ہے: ”عن علي رضي اللہ عنه إذا استطعمكم الامام فأطعموه قلنا: ما استطعامه؟ قال: إذا تعايا فسكت فافتحوا عليه“ ترجمہ: حضرت علی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ جب امام تم سے لقمہ مانگے، تو اسے لقمہ دو، راوی کہتے ہیں ہم نے پوچھا اس کے لقمہ مانگنے سے کیا مراد ہے؟ تو ارشاد فرمایا: جب امام پڑھ نہ سکے اور خاموش ہو جائے، تو اُسے (آیت بتا کر) لقمہ دو۔ (السنن الکبری للبیھقی، کتاب الجمعۃ، باب اذا حصر الامام، جلد 3، صفحہ 301، مطبوعہ بیروت)

اور انتقالات کے وقت لقمہ دینے کے طریقہ کے متعلق رسول اللہ صَلَّى اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”من نابه شيء في صلاته فليسبح فإنه إذا سبح التفت إليه“ **ترجمہ: جب (امام کو) نماز میں کوئی معاملہ پیش آجائے، تو سبحان اللہ کہو، جب سبحان اللہ کہا جائے گا، تو امام متوجہ ہو جائے گا۔ (صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 316، مطبوعہ بیروت)**

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے: ”المصلی اذا کبر بنیۃ ان یعلم غیرہ انہ فی الصلاۃ لا تفسد صلاتہ، والاولی التسبیح لقولہ علیہ السلام: التسبیح للرجال والتصفیق للنساء“ **ترجمہ: نمازی جب اس نیت سے تکبیر کہے کہ دوسرے شخص کو معلوم ہو جائے کہ وہ نماز میں ہے تو نماز فاسد نہیں ہوگی، مگر تسبیح بہتر ہے، کیونکہ نبی اکرم صَلَّى اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مردوں کے لیے تسبیح ہے اور عورتوں کے لئے تصفیق (سیدھے ہاتھ کی انگلیاں الٹے ہاتھ کی پشت پر مارنا) ہے۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ، جلد 2، صفحہ 220، مطبوعہ کوئٹہ)**

نماز میں کلام کی ممانعت کے متعلق صحیح بخاری میں ہے: ”عن أبي عمرو الشيباني، قال: قال لي زيد بن أرقم: إن كنا لنتكلم في الصلاة على عهد النبي صلى الله عليه وسلم يكلم أحدنا صاحبه بحاجته، حتى نزلت: (**حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى، وقوموا لله قانتين**) فأمرنا بالسكوت“ **ترجمہ: ابو عمرو شیبانی رَحْمَۃُ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت زید بن ارقم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صَلَّى اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے زمانے میں نماز کے دوران کلام کرلیا کرتے تھے، ہم میں سے کوئی بھی اپنے ساتھی نمازی سے بات کرلیتا تھا، پھر یہ آیت "تمام نمازوں کی پابندی کرو اور خصوصاً درمیانی نماز کی اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے ہوا کرو۔" نازل ہوئی، تو ہمیں (نماز میں) خاموشی اختیار کرنے کا حکم دے دیا گیا۔ (صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 62، مطبوعہ مصر)**

نماز میں کلام کسی بھی طور پر ہو، نماز کو فاسد کر دیتا ہے، چنانچہ التجرید للقدوری، محیطِ برہانی، بدائع الصنائع، بحر الرائق وغیرہا کتبِ فقہ میں ہے، واللفظ للمحیط: ”إذا تكلم في صلاته ناسياً أو عامداً أو خطأً أو قاصداً قليلاً أو كثيراً تكلم لاصلاح صلاته بأن قام الامام في موضع بالقعود، فقال اقعد أو قعد والامام في موضع القيام، فقال له المقتدي، قم أو لا لاصلاح صلاته ويكون الكلام من كلام الناس استقبل الصلاة عندنا“ **ترجمہ: جب کوئی نماز میں کلام کرے، خواہ بھول کر یا جان بوجھ کر، خطا کے طور پر کرے یا قصداً، کم ہو یا زیادہ، خواہ اس کا کلام نماز کی اصلاح ہی کے لئے کیوں نہ ہو، مثلاً امام کو بیٹھنا تھا مگر کھڑا ہو گیا، مقتدی نے کہا "بیٹھ جا" یا کھڑا ہونے کا مقام تھا، بیٹھ گیا، مقتدی نے اصلاحِ نماز کے لیے کہا "کھڑا ہو جا" تو یہ کلام، کلام الناس میں سے ہوگا اور ہمارے نزدیک (نماز فاسد ہو جانے کی وجہ سے) مقتدی نماز دوبارہ پڑھے گا۔ (محیط برہانی، جلد 1، صفحہ 382، مطبوعہ بیروت)**

بہار شریعت میں ہے: ”کلام مفسد نماز ہے، عمداً ہو یا خطاءً یا سہواً، سوتے میں ہو، یا بیداری میں اپنی خوشی سے کلام کیا، یا کسی نے کلام کرنے پر مجبور کیا، یا اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ کلام کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ خطا کے معنی یہ ہیں کہ قراءت وغیرہ اذکارِ نماز کہنا چاہتا تھا، غلطی سے زبان سے کوئی بات نکل گئی اور سہو کے یہ معنی ہیں کہ اسے اپنا نماز میں ہونا یاد نہ رہا۔ کلام میں قلیل و کثیر کا فرق نہیں اور

یہ بھی فرق نہیں کہ وہ کلام اصلاح نماز کے لیے ہو یا نہیں، مثلاً امام کو بیٹھنا تھا کھڑا ہو گیا، مقتدی نے بتانے کو کہا **بیٹھ جا**، یا **ہوں** کہا، نماز جاتی رہی۔" (بہار شریعت، جلد 1، حصہ 3، صفحہ 604، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FSD-9902

تاریخ اجراء: 15 شوال المکرم 1447ھ/04 اپریل 2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com daruliftaahlesunnat DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat feedback@daruliftaahlesunnat.net